GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

Reasons for Disregarding the Rights of Employees and Servants in the Present Times, their Solution in the Light of Qur'an and Hadith

دور حاضر میں ملازمین اور خادموں کے حقوق سے بے اعتنائی کے اسباب ،قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کا حل

Dr. Hafiz Muhammad Arshad Iqbal
Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Department of Quran & Tafseer, AIOU, Islamabad. At-arshad.iqbal@aiou.edu.pk
Assistant Professor, Department of Hadith & Hadith Sciences, AIOU, Islamabad.at navid.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract

All human beings, no matter where they live in the world, no matter what religion they belong to, are equal in being servants of God, in their creation and being the children of Adam (a.s).Therefore, their cooperation and good treatment of each other is essential for the survival of a just society and humanity. Islam emphasizes that human beings should respect each other and make mutual relations pleasant. But when a person forgets his status or feels superior, he becomes prone to sedition and mischief. Then he becomes a victim of diseases like jealousy, grave, murder and immorality. Therefore, man should not be unaware of his origin and reality. The day of reckoning should be in front of him. Today he is the owner of wealth and position, so tomorrow he will have to give an account of it. Just as every human being is concerned about the attainment of his rights, he should also be concerned about the payment of the rights of others. With a view to reform and training, this article has commented on the causes of disregard for the rights of employees and Servants and their solution in the light of Qur'an and Hadith. So that as Muslims we are protected from the rights of others.

Key Words: Employees, Rights of Servants, Qur'an and Hadith, Reasons for Abolition of Rights, Solutions.

اللہ تعالی نے پوری کائنات میں انسان ہی کو عقل جیسی نعمت سے نوازا ،لیکن اس کے ساتھ انسان کو تمام مخلوقات میں اشرف المخلوقات بنا کر اس بات کی طر ف اشارہ کیا کہ اےانسان آپ کا اس دنیا میں آنا فضول اور عبس کام نہیں ہے بلکہ آپ کے پیدا کرنے میں اللہ تعالی کی بڑی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں- اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام انسان تمام صفات اور کمالات میں برابر نہیں بلکہ برابر نہ ہونے میں ہی دنیاوی نظام زندگی کے جاری رہنے کی عظیم حکمت پوشیدہ ہیں- البتہ ایک انسان ہونے کے ناطے پوری انسانیت اللہ کی نظر میں یکساں ہیں- ہاں اگر کسی کو کسی قسم کی فوقیت ہو سکتی ہے تو وہ تقوی کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے-جیسا کہ سورۃ الحجرات میں بیان فرمایا ہے:

"یَآ اَیُّـھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْـرَمَكُمْ عِنْدَ اللّـٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّـٰهَ عَلِيْـمٌ خَبِيْـرٌ"[1]

اس آیت میں اللہ تعالی یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ انسان کو ہم نے قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کرنے کا مقصد صرف ایک دوسرے کی پہچان ہی ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک عزت و شرف والا وہی

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

انسان ہے جو زیادہ تقوی والا ہوگا- تاریخ انسانی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ قوموں کے مابین لڑائی کی بنیادی وجوہات میں سے ایک بعض اقوام کا اپنے آپ کو دوسروں سے اولی اور برتر سمجھنا ہی ہے- اسی تکبر اور گھمنڈ کی وجہ سے کروڑوں کی تعداد میں انسانیت صفحہ ہستی سے مٹ گئی-

آپ ﷺ نے سختی کے ساتھ نسب، قبیلے اور رنگ کی بنیاد پر فخر کرنے کو منع کرتے ہوئے فرمایا:

"بعض قومیں ایسی ہونگیں کہ وہ اپنے مرنے والوں پر فخر کریں گے حالانکہ وہ تو جہنم کو کوئلہ بن کر ختم ہو چکے ہونگے لیکن اگر ایسے لوگ اپنے اباء و اجداد پر فخر کرنے سے باز نہیں آئیں گے تو اللہ ان کو اس گبریلے سے بھی جو نجاست کو اپنی ناک سے لے کر جاتا ہے سے زیادہ ذلیل و خوار کر دیں گے- دراصل اللہ تعالی نے تم لوگوں سے زمانہ جالیت والی نخوت اور اپنے اباء و اجداد پر فخر کرنے کو جڑ سے ختم کر دیا ہے- لہذ ا اب تو یا کوئی مؤمن متقی ہوگا یا فاسق و بدبخت- پوری انسانیت حضرت آدم کی اولاد ہے جس کو مٹی سے پید اکیا گیا ہے"-[2]

اللہ نے انسانیت کے اندر معاشی اعتبار سے فرق ضرور رکھا ہے وہ بھی اس لئے تا کہ زیادہ مال والا ، کم مال والے سے اور منصب والا خادم اور ماتحت سے کام لے سکے اور کائنات کا کام جاری و ساری رہے- ورنہ اگرتمام انسان مال، دولت، عقل و شعور ،علم و فہم اور دیگر چیزوں میں برابر ہوتے ایک دوسرے سے کام لینا نہ صرف مشکل ہوتا بلکہ کم تر کاموں کے لئے کوئی تیار نہ ہوتا ہر بندہ عزت والے کام کو ترجیح دیتا- دین اسلام سے پہلے عرب دنیا میں مساوات نام کی چیز نہ ہونے کے برابر تھی- اس لئے بزور شمشیر ایک قبیلہ دوسرے قبیلے پر حملہ آور ہوتا اور لڑائی میں پکڑے جانے والے مردوں اور عورتوں کو غلام اور باندیاں بنا کر اس سے زبردستی مشکل سے مشکل کام لیا جاتا تھا اس لئے اگر کوئی انسان ایک بار غلام بن جاتا تو نسل درنسل وہ غلامی کی زندگی بسر کرتا تھا - انسانیت کی اس قدر تاریک اور تابناک دور میں اللہ نے آپ ﷺ کو پیغمبر بنایا- جنھوں نے نہ صرف مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کا درس دیا بلکہ آپ نے تمام انسانیت کی آزادی اور تقدس کو تحفظ دینے کا عملی نمونہ پیش کیا- آپ کے بعد صحابہ کرام نے آپ کی اتباع میں مسلمان اور مشرکین غرض ہر قسم کے غلاموں کو آزادی دلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی- آپ ﷺ نے ہر انسان کے حقوق اور مقام کو واضح الفاظ میں بار بار بیان فرمایا- معاشرے میں ان افراد کی حقوق کی نشاندہی فرمائی جو مال و نصب والے افراد کی خدمت کرکے اپنی رزق کا انتظام کرتے - لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ آپ ﷺ کی واضح تعلیمات کے ہوتے ہوئے ہم لوگ حقوق کی ادائیگی میں نہ صرف کوتاہی برتے ہیں بلکہ جائز مطالبات کے وقت ان پر ظلم و جبر کرنے میں سے بھی باز نہیں آتے-موجودہ دور میں مالدار لوگوں کے ہاں کام کرنے والے افراد کے ساتھ ان کا رویہ انتہائی ہتک امیز ہوتا ہے معمولی سی غلطی پر طرح طرح کی تکالیف دیتے ہیں اور ان کی مزدوری میں کٹوتی تک سے بھی دریغ نہیں کرتے- حالانکہ اس قسم کا رویہ رکھنا اور برتاؤ کرنا اسلامی تعلیمات کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے -

اس لئے اس مقالے میں دور حاضر میں ماتحتوں ، ملازموں کے حقوق کے حوالے سے جو کتاہیاں ہو رہی ہیں اور دوسروں کے حقوق تلفی ہو رہی اس حوالے قرآن و سنت کی تعلیمات کو واضح اور سہل

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

انداز میں بیان کرنے کی اشد ضرورت ہے - تا کہ معاشرہ کا ہر صاحب مال و منصب شخص اس قسم کے گناہوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے-

ملازمین اور مملوکین کے حقوق سے متعلق آیات مبارکہ

قرا نی ا یات ، احادیث نبویہ علیہ الصلوۃ والسلام ، امت کے اجماع اور فقہاء کے دلائل سے ثابت ہے کہ (زیردست لوگ) مملو کین کا نفقہ اُن کے ا قاؤں پر واجب ہے - جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا"-[3]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے واضح الفاظ میں اللہ کی عبادت اور ان کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے، والدین، رشتہ دار، یتیموں، مسکینوں ، پڑوسیوں اور مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ غلاموں کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا تا کہ کوئی ان کو کم تر سمجھ کر ان کی حقوق تلفی نہ کرے-

امام الکیا الھراسی نےاس ا یت کو غلاموں پر خرچ کرنے کے حوالے سے دلیل کے طور پر قبول کیا ہے کہتے ہیں کہ غلاموں پرمعروف طریقے سے خرچ کرنا احسان ہے جو اُن کی ضروریات کو کافی ہو-[4]

اسی طرح قرا ن مجید کی دیگر ا یات میں بھی غلاموں سے حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے حکم دیا ہے-احادیث مبارکہ میں بھی غلام اور مملوکین پر نفقے کو مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے-

امام النسائی السنن الکبری میں حضرت ابو ہریرۃ کی روایت نقل کرتے ہیں :

"ایک شخص آپﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے یا رسول اللہ میرے پاس دینار ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا "(**(انفقۃ علی نفسک)**) (اپنی ذات پرخرچ کرو)۔ اس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپﷺ نے فرمایا: "**انفقه علی ولدک**"اس شخص نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے- آپ نے فرمایا : (**انفقه علی اھلك**) (اسے اپنے اہل پر خرچ کرو)۔ اس نے کہا ایک اور بھی ہے آپﷺ نے فرمایا: (**انفقه علی خادمک**) (اسے اپنے خادم پر خرچ کرو) اس نے کہا اس کے علاوہ بھی ہے۔ آپﷺ سے فرمایا : (**انت تعلم**) آپ بہتر طریقے سے خرچ کرنا جانتے ہیں۔ [5]

اس طرح ایک اور حدیث میں ہے:

"قال قال رسول الله:للمملوك طعامه وكسوته ولايكلف من العمل إلا مايطيق[6]"

(آپ ﷺ نے فرمایا طعام اور لباس غلام کا حق ہےاور یہ بھی اس کا حق ہے کہ اسے ایسے سخت کام کی تکلیف نہ دی جائے جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے)

اس طرح غلام پر خرچ کرنے کی اور دلیل آپ ﷺ کی یہ روایت ہے:

"حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ ایک بندہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ جنت میں لے جانے والے عمل کی طرف راہنمائی کریں ۔آپ نے فرمایا" اعتق النسمۃ و فک رقبہ" اعرابی نے پوچھا کیا عتق نسمہ اور فک رقبہ دونوں ایک نہیں ہیں تو آپ نے فرمایا عتق نسمہ تو یہ ہے کہ تم خود کوئی غلام آزاد کرو اور فک رقبہ یہ ہے کہ کسی غلام کی آزادی میں اس کی مدد کرو[7]"

اور آپ ﷺ کا یہ قول نہایت اہمیت کا حامل ہے جو آپ نے وفات سے قبل تلقین کی تھی:

" عن علی قال کان آخر کلام رسول اللہ الصلوۃ، واتقو اللہ فیماملکت ایمانکم[8]"

)آپ ﷺ کی آخری گفتگو نماز کے بارے میں تھی اور یہ کہ اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا(

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

آپ ﷺ خاص طور پر غلاموں کو آزاد کرنے اور ان پر خرچ کر نے پر زور دیتے تھے ا پ نے غلاموں کی ا زادی کے لیے خرچ کر نے کاقاعدہ مقرر کر دیا تھا - جو شخص جتنا زیادہ قیمتی غلام ا زاد کرے گا اس کو اتنا ہی زیادہ ثواب ہو گا جیسا کہ حدیث میں ہے:

" حضرت ابو ذر نے پوچھا" **ای الرقاب افضل "**(کو نسا غلام آزادی میں افضل ہے)۔ آپﷺ نے فرما یا) :اغلاماً ثمنا وانفسها عنداهلها) (آزاد کرنے میں وہ غلام زیادہ افضل ہے جس کی قیمت بھی زیادہ ہو اور اپنے مالک کو پسند بھی ہو[9](

پس مذکورہ حدیث میں دو باتوں کی تاکید کی گئی ہے انسان کو اللہ کی عبادت اور بندوں کےحقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے نماز کی ادائیگی کوخد اکی خوشنودی اور زیر دستوں سے حسن سلوک کو مخلوق خد اکی ہمدردی حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے-اور دیگر فقہاء نے بھی وجوب نفقہ کے اسباب میں ملک کےتحت غلام، کنیز یا خادم کا حق نفقہ واجب کیا ہے اور ا قا پر لازم ہے کہ وہ اپنے زیر دستوں کی ضروریات پر خرچ کرے-

علامہ عبدالرحمن الجزیری لکھتے ہیں:

"شوہر پر زوجہ کے نفقہ کا وجوب ازدواج سے پیدا ہوتا ہے ۔نفقہ کے واجب ہونے کا دوسرا سبب قرابت ہے مثلا اولاد یا والدین کا نفقہ، نفقہ کا تیسرا سبب ملک ہے جیسےغلام یا کنیز کا نفقہ[10]"

اور ا ثار صحابہ وامت کے اجماع سے بھی ثابت ہے کہ غلام یا خادم کا نفقہ اس کے ا قا پر واجب ہے -

خلفائے راشدین کی سیرت سے وا ضح ہے کہ خلفاء اپنے مال کا ایک حصہ غلاموں اور خادموں پر بھی خرچ کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابو بکر کی طرح حضرت عثمان ذوالنورینؓ صاحب ثروت ہونے کی حیثیت سے کثرت سے غلام آزاد کرتے تھے۔

پس قرا نی ا یات، احایث مبارکہ ، فقہاء کے دلائل اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ مملوکین کا حق نفقہ اس کے ا قا پر واجب ہے اور ا قا کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے زیردست لوگوں سے حسن سلوک کرے- اور حسن سلوک کی ایک صورت زیردست لوگوں کی ضروریات، طعام و لباس پر خرچ کر نا ہے اور کتابت کی صورت میں اُن کی ا زادی میں معاونت کرناہے-

مملوکین کے حقوق کے حوالے سے مفسرین کی آراء

مملوکین کے حقوق کتاب وسنت ، فقہاء کے دلائل اور اجماع امت سے ثابت ہے- تعلیمات نبوی کی بدولت حقیقی جسمانی غلامی کی قبیح رسم کا خاتمہ ہوگا- اب حقیقی غلام کا وجو دنہیں- البتہ مکاتبت کی صورتیں آج بھی پائی جاتی ہیں- مکاتب غلام پر خرچ کرنے کے متعلق فقہاء مفسرین نے جو أراءبیان کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

امام الکیا الھراسی غلام پر احسان کی ایک صورت نفقہ قرار دیتے ہیں اور یہ نفقہ معروف طریقے سے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا ہے- اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 36 میں آٹھ اصناف ذکر کر کے غلاموں کا ذکر کیا ہے- اور ان سے بھی ویسے ہی حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ آیت میں مذکور افراد سے -

امام الکیا الہراسی لکھتے ہیں:

"والإحسان قد یکون بمعنی الموساۃ، وقد یکون بمعنی حسن العشرۃ وکف الأذی والمحاماۃ دونۃ وقولہ تعالی: ﴿وما ملکت ایمانکم﴾ ھو الإحسان إلیہ بالإنفاق وکسوتہ ومراعاتہ بالمعروف ھذا ھو الأصل فجعمت الایۃ أمورا منھا الندب ومنھا الواجب[11]"

)احسان مواساۃ (غمخواری) اور حسن معاشرت کے معنونمیں ہے اور تکلف دہ چیزوں کو روکنا اور دور کرنا اور اسی طرح کی دیگر ضرر رساں اشیاء کو دور کرنا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد

(اور مالک ہوئے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ) سے مراد مملوکین پر خرچ کر کے احسان کرنا ہے خرچ میں اُن کے لباس اور دیگر ضروریات کو احسن و معروف و طریقے سے پورا کرنا ہے اور یہی احسان ہے یہ آیت استحبانی او رواجب امور کے احکامات پر مبنی ہے(

پس مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ اس ا یت میں دو طرح کے احکامات بیان کیےہیں کچھ کا تعلق مستحب کے درجے میں ہے- اور کچھ احکامات واجب کے زمرے میں ا تے ہیں اور ا یت میں اللہ نے اپنی ذات کا ذکر کر کے ا خر میں غلاموں کا ذکرکیا ہے یعنی اعلی سے ادنی کی طرف- اور احسان بھی اسی ترتیب سے ادا کرنے کی تلقین ہے اور مملوکین پر ان کی ضروریات(لباس، طعام) کو پورا کرنا احسان ہے-

علامہ ابو بکر جصاص ﴿ **وما ملكت ايمانكم** ﴾کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قول باری تعالیٰ (و ماملكت ایمانکم) اور باقی اصناف پر حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے اور اس کا حکم ا یت کے ا غاز میں بھی دیا گیا ہے اور حضرت انس کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ عام طور پر مسلمانوں کو جس چیز کی نصحیت فرمایا کرتے تھےوہ نماز، لونڈی اور غلاموں کے متعلق ہوتی تھی اور خاص طور پر مملوک تمہارے بھائی ہیں ان کے سا تھ حسن سلوک کرو -اگر تم ان کو مغلوب پاؤ تو ان کے ساتھ احسان کرو- حتی کہ نصحیت کا یہ عالم ہے کہ ا پ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری تھے-))**الصلوۃ وماملکت ایمانکم**) [12]((نماز، نماز اور وہ لوگ جن کے مالک ہوئے تمہارے دائیں ہاتھ(

پس ا یت میں حسن سلوک اور خیرو بھلائی کی تاکید مذکورہ افراد کو کی گئی ہے اور خصوصاَ مملوک کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ ان کا بوجھ ہلکا کیا جائےا ور طعام اور لباس کی ضروریات کوپورا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور طعام اور لباس جیسے ہر انسان کا بنیادی حق ہے ویسا ہی مملو کین کا بھی حق ہے لہذا اُن کے حقوق کو احسن طریقے سے پورا کرنا ضروری ہے -

علامہ ابو بکرجصاص مکاتب کو صدقات کے مال سے دینا جائز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قول باری تعالیٰ﴿ **فك رقبة** ﴾(کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا) مکاتب کوصدقات میں سے دینے کا مقتضی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے واضح ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔)**اعتق نسمه وفك رقبه** (اس نے عرض کیا (اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ دونوں باتیں ایک نہیں ہیں تو آپﷺ نے فرمایا: (لا عتق النسمة ان تنفرد بعتقها وفك رقبة أن تعين في ثمنها) نہیں یہ دونوں باتیں ایک نہیں ہیں۔ جان آزاد کرنا یہ ہے کہ تم تنہاء کسی کو آزاد کردو۔ اور گردن چھڑانا یہ ہے کہ تم اس کی قیمت کی ادائیگی میں مدد کرو[13] "

پس آپ ﷺ کے ارشاد اور اسی طرح علامہ جصاص کی تشریح کے مطابق غلام پر خرچ کرنا بڑی فضیلت والا اور جنت میں لے جانے والا عمل ہے ایک تو فی نفسہ کسی جان کو کسی کی ملکیت سے چھڑانا اور ا زاد کرنا احسن اور افضل عمل ہےاور اس کی ا زادی میں انفرادی حیثیت کا خرچ ہے جبکہ دوسری صورت میں کسی شخص کی گردن چھڑانے میں معاونت کرنا ہے- غلام اپنی ا زادی کے حصول میں جو کوشش کر رہا ہے اس میں معاونت کرنا-

علامہ غلام رسول سعیدی بھی سورۃ البقرہ کی آ یت ١٧٧ میں وفی الرقاب کے تحت دونوں معنی مراد لیتے ہیں کہ:

"رقاب میں اگر غلام آزاد کیا جائے یا کسی مکاتب کی آزادی میں ان کی مدد کی جائے تو دونوں صورتوں میں ثواب برابر ہے اور یہی تشریح خود حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ نے آپ ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے" جس شخص نے کسی مسلم غلام کو آزادی دلائی ۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا ہر عضو جہنم سے آزاد کر ائے گاحتی اس کے عضو خاص کے بدلے اس کا عضو بھی جہنم سے آزاد ہوگا"۔[14]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

اسی طرح علامہ سعیدی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۶ میں﴿ **وما ملکت ایمانکم** ﴾کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خادموں اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اس قسم کے ارشادات سے حدیث کی کتابیں بھری ہیں جن میں آپ ﷺ نے غلاموں کو آزاد کرنے اور ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔"[15]

پس واضح ہے کہ غلام کو غلامی سے نجات دلانے میں مکاتبت اور کفارہ کی صورتیں واضح ہیں، ان کے ذریعے غلام پر احسان کیا جائے- اور یہ احسان مالی احسان کے درجے میں ہے-

اسلام زیردست لوگوں کو طوق غلامی سے نکال کر انسانیت کی سطح پر لانے کا خواہاں ہے - اس لیے اسلام نے اپنی مدات خیر صدقات ، نفقات، وکفارات میں غلاموں و خادموں کو بھی شامل کیا ہے اور ماحول و تقاضے کے مطابق غلاموں کو ا زاد کرنے کرنے کے طریقے بتائے ہیں اس لئے کسی کو خرید کر آزاد کرنا اور اسی طرح مکاتبت کی ادائیگی میں مدد کرنا شامل ہے-اسلامی تعلیمات کی بدولت اس زمانے میں اگرچہ مطلق غلامی کا خاتمہ ہو گیا لیکن عملی طور پر بہت سے انسان اپنی معاشی مجبوریوں میں پھنسے ہوئے ہیں، قرضوں میں گرفتار ہیں یا جیلوں میں بند ہیں- یہ اگرچہ غلام نہیں لیکن ان کی زندگی غلاموں سے مشابہت ضرور رکھتی ہے -ایسے انسانوں کو ان کی قید سے ا زاد کرانا اور ان پر مال خرچ کرنا بھی نیکی کے زمرے میں داخل ہے اور حدیث کے مطابق﴿**فك رقبة** ﴾جیسا ثواب کا مستحق ہو گا-

ملازموں اور ماتحتوں کے حقوق سے بے اعتنائی اور ان کا تدارک

دور حاضر میں اکثر مسلمان صاحب استطاعت افراد اپنے حقوق کا تو حد سے زیادہ مطالبہ کرتے ہیں لیکن دوسروں کے حقوق کے ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا اب ان کا شیوہ بن چکا ہے-اس لئے جب ان کے ملازمین ان سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں تو طرح طرح کے حیلے بہانے کرتے ہیں بعض اوقات تو ایسے ملازمین کو کام کاج سے فارغ بھی کر دیتے ہیں- اس کی درج ذیل چندبنیادی وجوہات ہو سکتی ہیں:

تعلیمات دین سے ناواقفیت

بعض اوقات ملازمین اور ماتحتوں کے حقوق کی ادائیگی میں بے اعتنائی کی وجہ تعلیمات دین سے مکمل واقفیت کا نہ ہونا بھی ہوتا ہے کیونکہ بعض افراد یہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی آپ کا خادم اور ملازم ہے تو وہ آپ کا اپنے مال جیسا ہے لہذا وہ ان کو اپنا مال اور اپنا ماتحت سمجھ کر اس کے حقوق میں کوتاہی برتے ہیں اور ان سے ان کی صلاحیت، استطاعت سے زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں- ان کے اوقات سے زیادہ کام لیتے ہیں نہ کر نے کی صورتوں میں سختی، تشدد اور مار پیٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں- جبکہ اسلام میں تو واضح ارشادات موجود ہیں کہ ملازمین سےطے شدہ کام اور اوقات کار سے زیادہ کام نہ لیا جائے اگر کہیں پر مقدار سے زیادہ کام لینا ہو تو اضافی کام کا معاوضہ خوشی سے دیا جائے- مزید یہ کہ اس دور میں ملازمین اور خادموں کے حقوق کے حوالے سے ہر فورم پرآگاہی پھیلانے کی اشدضرورت ہے - کیونکہ آپ نے تو خادموں اور ماتحتوں بارے میں اس قدر توجہ دلائی کہ آپ ﷺ نے آخری لمحات میں بھی غلاموں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں وصِیت فرمائی- چنانچہ حضرت ام

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ آپ ﷺ اپنی مرض وفات میں بار بار نماز اور غلاموں کے حقوق کے بارے میں تاکید فرماتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے پردہ فرماگئے۔ [16]

حب جاہ اور مال کی شدیدمحبت

انسان کی دنیاوی زندگی کا مقصد عبادت اور دنیاوی ساز و سامان کو انسان کی ضرورت اور آرائش و زینت کے لئے بنایا۔ لیکن انسان نے اس دنیا کے ظاہری چمک دمک سے دھوکہ کھایا اور اسی چمک دمک کے نتیجے میں انسان کے پیدا کرنے کا جو بنیادی مقصد تھا وہ بھول گیا۔ قرآنی کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا"[17]

آیت کا مطلب یہ کہ دنیا کی زندگی کوئی ابدی نہیں اور نہ ہی ہمیشہ رہنے کے لئے ہے بلکہ یہ تو ایک گزرگاہ ہے ۔لیکن پھر بھی انسان نے اس مال و دولت کے جمع کرنے کو اپنا مقصد حیات بنایا ہے۔ دنیا کی محبت کا مصداق انسان کا اس دنیا کا غلام ہو جانا ہے کہ انسان اس کا غلام بن جائے اور اس کی لہو و شہوت کا اسیر بن جائے اور اس کے مادی مفادات اور جنسی خواہشات اور مال کی محبت ہی کو سب کچھ سمجھنے لگے۔ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس پر قناعت نہ کرے اور اس چیز کو حاصل کرنا چاہے جو اس کے دل میں ا رہی ہے اور اس کے ذریعے وہ موت کو بھی بھول جائے۔اور انسان کے لئے اس وقت ہر قسم کا گناہ کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ روایت مبارکہ میں آتا ہے: " دُنیاکی محبت ہر گناہ اورمصیبت کی جڑہے"۔[18] اس لئے دنیا میں اس وقت جتنے بھی جرائم کا ارتکاب ہو رہا ہے ان سب کا بنیادی سبب مال و دولت سے بے پناہ محبت اور اس کی چاہت ہے۔ رشوت خوری، دھوکہ بازی، لالچ، بد عنوانی اور دوسروں کے حقوق پر ڈھاکہ ڈالنا اور مزدورں اور خادموں کو اُن کی اجرت وقت پر نہ دینا اور ان کی اجرت میں سے کمی کرنا وغیرہ گناہ کے کام کرنے کے بنیادی سبب مال و دولت سے بے پناہ محبت ہے۔ اس لئے جب تک دل میں دنیا کی محبت غالب رہے گی تو پھر تجارت میں دھوکہ اورفریب کرنا، ڈاکہ زنی کرنا، سودی معاملات کرنا، امانت میں خیانت کرنا، جوے بازی ، دوسروں کے حقوق پر ڈھاکہ ڈالنا ، دوسروں کی حقوق تلفی کرنا اور مزدوروں اور خادموں کو نہ صرف پریشان کرنا بلکہ ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھانا ان کی زندگی کا معمول بن جاتا ہے۔

ایک روایت میں آپ ﷺ نے مالکوں، ا قاو ں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا : "کہ مزدور افراد بھی تمہارے بھائی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت رکھا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جس کے ماتحت اس کے (مزدور) بھائی کو رکھا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اُس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے ،اُس کو کسی ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس کے لئے دُشوار گزار ہو اور اگر ایسے کام کی ذمہ داری سونپ ہی دے تو پھر اس کی مدد کرے"۔[19]

ایک اور روایت سے قیامت کے دن آپ ﷺ کا تین اشخاص کی طرف سے فریق بننا ثابت ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو کسی شخص کو اُجرت پر رکھے اور اس سے کام تو پورا لے لیکن اس کی اُجرت نہ دے۔ [20] مزدوروں، ملازموں اور ماتحتوں کے اجرت اور تنخواہوں میں ٹال مٹول اور کمی وہی لوگ کرتے ہیں جس کو مال و دولت سے بے پناہ محبت ہوتی ہے ۔

تکبر اور غرور کا ہونا

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ روئے زمین پر مختلف مزاج اور طبعیت رکھنے والے لوگ ہر زمانے اور ہر دور میں رہے ہیں- جس میں بہت سارے ایسے افراد بھی گزرے ہیں اور ابھی رہ رہے ہیں جو تکبر اور غرور کے نشے میں ہوتے ہیں- ایسے لوگوں کے دلوں میں اللہ کا خوف نہیں رہتا- اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے: وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُه جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ"[21]

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو تکبر ان کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے۔ پس ایسے شخص کے لئے جہنم سزاوار ہے اور کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ ایک اور آیت میں متکبرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے :" لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ" [22] ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں ہم اسے عذاب (آتش) سوزاں کا مزہ چکھائیں گے-

آپ ﷺ نے مختلف موقعوں اور مختلف مجالس میں بار بار تکبر کی برائیوں اور قباحتوں کو بیان فرمایا ہے-مسلمانوں کو اس گناہ عظیم سے بچنے کی با رہا تاکید فرمائی ہے- چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے: "تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے"-23

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: مَا لاِبْنِ ا دَمَ وَالْفَخْرِ: ا َوَّلُهُ نُطْفَةٌ، وَا خِرُهُ جِيفَةٌ، وَلاَ يَرْزُقُ نَفْسَهُ، وَلاَ يَدفَعُ حَتْفَهُ"-[24]

جب بنی آدم کی ابتداء نطفہ ہے اور انجام مردار ہے نہ ہی اپنے آپ رزق حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی موت سے اپنے کو بچا سکتا ہے تو پھر تکبر اور غرور کا کیا مطلب؟۔اس لئے اگر تواضع والی زندگی بسر کرتا ہے تو اس کی معاشرتی زندگی میں ایک لطافت پیدا ہوتی ہے اور ان کا اللہ کے ساتھ تعلق پیدار بن جاتا ہے۔ متواضع انسان دوسروں انسانوں کی عزت و توقیر کرتا ہے اور ان کو قابل احترام جانتا ہے۔دوسروں کے حقوق کو اپنے حقوق پر ترجیح دیتا ہے۔ جبکہ متکبر شخص تو دوسروں کے حقوق کو اپنا حق سمجھ کر اس سے چیننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس لئے اگر کسی صاحب مال و دولت میں تکبر اور غرور ہوگا تو خادموں اور ملازمین کے ساتھ اس کا برتاو نہایت ظلم و ستم والا ہوگا۔ ماتحتوں کے حقوق میں بے اعتنائی برتے گا۔

ملازمین اور خادموں کی کثرت اور ان کی مجبوریاں

موجودہ دور میں ایک طرف سے انسانی آبادی میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے تو دوسری طرف لوگوں کے معاشی ضروریات بھی بڑھتے جا رہے ہیں ہر طرف لوگ اپنی مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں لیکن ضروریات زندگی کی بنیادی چیزوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی نظر آرہی ہے مزید یہ کہ کثرت آبادی سے بہت سے ممالک میں بے روزگاری کی شرح میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے- لوگ بے روزگاری سے اس حد تک پریشان ہیں کہ لوگ کم سے کم اجرت پر بھی کام کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں - جس کی وجہ سے مزدور کی ماہانہ اجرت مہینے کی بنیادی ضروریات کے لئے بھی نا کافی ہوتی جا رہی ہے- اگر کہیں پر کوئی ملازم اپنی اجرت میں اضافہ کی بات کرتا ہے تو ان کو صاف الفاظ میں یہ کہہ کر واپس کیا جاتا ہے کہ اگر آپ نے نوکری اور کام کرنا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اتنی ہی اجرت پر سینکڑوں لوگ کام کرنے کے لئے تیار ہیں - اس لئے اس قسم کے جوابات سننے کے بعد ملازم اور خادم بے روزگاری سے بچنے کے لئے مجبورا کم اجرت پر کام کرنے کو ہی اپنے لئے تجویز کر لیتا ہے- اس لئے کسی صاحب مال کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مزدور کو اس کی محنت سے کم اجرت دے

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

اور اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے کام زیادہ لے جبکہ مزدوری نہ صرف کم دے بلکہ کم دینے میں بھی ٹام مٹول سے کا م لے- حالانکہ آپ ﷺ نے خادموں اور مزدوروں کے ساتھ مساوات اور انصاف کے ساتھ برتاو کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے- ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: " مزدور کو اس کی اجرت پسینہ خُشک ہونے سے پہلے ادا کرو"-[25] بعض روایات سے خادموں سے خوش خُلقی سے پیش آنے میں رزق میں برکت کا موجب ہونے اور بدخلقی سے پیش آنے پر رزق میں بے برکتی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے-

دین اسلام میں کسی بھی انسان کی مجبوریو ں سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے چاہے وہ مسلمان ہو غیر مسلمان- لہذا کسی ایسے شخص سے جو اپنی مادی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کسی کے ہاں کام کرتا ہو تو ایسے شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا اور ان سے وقت سے زیادہ کام لینا اوران کو لعن طعن کرنا، ان کی اجرت میں بلا کسی وجہ کے تاخیر کرنا اسلامی نقطہ نظر سے بالکل ایک نا جائز عمل ہے- خاص طور پر موجودہ دور میں بے روزگاری اور مہنگائی سے پریشان لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانا سرا سر اسلامی تعلیمات کے خلاف فعل ہے- جس سے ہم سب کو بچنا ضروری ہے- اور ان تمام افراد تک دین اسلام کی تعلیمات پہنچانا ضروری ہیں جن کو اللہ تعالی مال و دولت کی نعمت سے نوازا ہے-

خلاصہ کلام

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی نے تمام انسانیت کو انسان ہونے کے ناطے ایک خاص مقام عنایت فرمایا ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے- لیکن دنیاوی نظام کو چلانے کے لئے ،منصب وعہدہ اور مال و دولت اور اسی طرح عقلی ذہانت میں بعض کو بعض پر فوقیت دی تا کہ دنیاوی نظام کے چلانے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ ہو ورنہ حقیقت میں تمام انسان اشرف المخلوقات ہونے میں ، عدل ، انصاف اور مساوات کے میدان میں برابر کا حق رکھتے ہیں-

تعلیمات اسلام اس حوالے سے بالکل واضح ہیں کہ خادم اور ماتحت افراد کے ساتھ اپنے بھائیوں جیسا سلوک کرنا لازمی ہے-

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی رو سے خادموں اور ماتحتوں کو حقیر نگاہ سے دیکھنے والا کامل مومن نہیں ہو سکتا-

ملازمین اور مزدوروں کو اجرت کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا شرعی اصولوں سے روگردانی ہے-

موجودہ دور میں بہت سے صاحب مال تکبر اور مال کے نشے میں ملازمین اور مزدوروں کے حقوق کی ادائیگی میں بے اعتنائی برتے ہیں جو کہ اسلامی تعلیمات کے بالکل منافی عمل ہے جس سے احتراز کرنا لازمی اور ضروری ہے- تکبر اور غرور کسی بھی انسان کو زیب نہیں دیتا چہ جائیکہ وہ ایک مسلمان بندہ ہو-

بعض صاحب مال کا ملازمین اور خادموں کی کثرت سے غلط فائدہ اٹھا نا بھی ایک ناجائز فعل ہے- لہذا دین میں کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں- اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مزدوروں کو ان کی مزدوری سے زیادہ اجرت دینی چاہئے تا کہ ان کے حقوق میں کسی قسم کی کوتاہی نہ رہے-

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN

Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

مصادر و مراجع

[1]سورہ الحجرات ، آیت، 13۔
[2]سنن ترمذی، امام ترمذی، باب فضل الشام و الیمن، رقم الحدیث، 3955۔
[3]سورہ النساء، آیت، 36۔
[4]احکام القرآن، عماد الدین بن محمد طبری المعروف بالکیا الہراسی ج۱، ص ۴۵۵۔
سنن الکبریٰ، احمد بن الحسین بن علی بن موسی البیہقی، کتاب النفقات باب وجوب النفقہ للزوجة ، حدیث ۱۵۴۹۱،
[5]۔ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۲۰۰۳ء
[6]صحیح مسلم،باب اطعام المملوک،ج۳، ص۱۲۸۴،حدیث ۱۶۶۲۔
[7] مسند احمد ، امام احمد بن حنبلؒ،حدیث براء بن عازب،ج۳۰ ، ص ۶۰۰،حدیث نمبر ۱۸۶۴۷
[8]سنن ابی داود ، امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستا نی ، باب فی حق الملوک ،ج ۴، ص ۳۳۹،حدیث ۵۱۵۶ ۔
[9] صحیح مسلم،باب کون الایمان با اللہ تعالی،ج۱، س۸۹ ،حدیث ۸۴۔
[10]کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، عبدالرحمن الجزیری ج۴، ص ۵۵۳۔و مجموعہ قوانین اسلام،ڈاکٹر تنزیل الرحمن ج اول،ص ۳۰۸۔
[11]أحكام القرآن عماد الدين بن محمد طبري المعروف بالكيا الهراسي، ج: 2، ص: 455
[12]۔ ایضاً، ج۳، ص۱۶۲
[13]۔ احکام القرآن، امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ، ج۵، ص ۳۸۲
[14] تبیان القرآن ، علامہ غلام رسول سعیدی ، ج۱، ص ۶۵۲ فرید بک سٹال اردوبازار لاہور -
[15]ایضاً ، ج۲، ص ۶۷۳
[16] سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی ذکر مرض رسول اللہ، رقم الحدیث، ۱۶۲۵۔
[17]سورہ الکہف، آیت، 7۔
[18]کنز العمال، رقم الحدیث، 6114۔
[19]صحیح البخاری، رقم الحدیث، 30۔
[20]صحیح البخاری، رقم الحدیث، 2227۔
[21]سورہ البقرہ، آیت، 206۔
[22]سورہ الحج، آیت، 22۔
[23]صحیح مسلم، باب تحریم الکبر، رقم الحدیث، 91۔
[24]نہج البلاغۃ، الحکمۃ، ص، 491۔
[25]سنن ابن ماجہ، باب اجر الاجراء، رقم الحدیث: ،2443۔